بسم اللہ الرحمن الرحیم

حضرت مولانا اعجاز احمد صاحب اعظمی علیہ الرحمہ

مختصر سوانحی خاکہ

(ولادت:۲۸/ربیع الثانی ۱۳۷۰ھ مطابق ۵/فروری ۱۹۵۱ء/ وفات:۲۲/ذی قعدہ ۱۴۳۴ھ مطابق ۲۸/ستمبر ۲۰۱۳ء)

ضیاء الحق خیرآبادی
استاذ حدیث مدرسہ سراج العلوم، سراج نگر، چھپرہ، ضلع مئو (یوپی)
mob:9235327576 EMAIL:zeyaulhaquekbd@gmail.com

لیس علی اللہ بمستنکر — أن یجمع العالم فی واحد

اللہ پر کچھ بھی دشوار نہیں ہے کہ وہ فردِ واحد میں ایک عالم کو سمیٹ دے۔

ایک شخص باکمال مدرس ومربی، بے مثال مقرر وخطیب، سحر نگار انشاء پرداز وادیب، خضرراہ سالک راہ شریعت وطریقت ہو، ایسا بہت کم ہوتا ہے، مگر جب اللہ تعالیٰ کو جب کسی فرد واحد سے ایک عالم کا کام لینا ہوتا مقصود ہوتا ہے تو اس کے اندر یہ تمام خوبیاں جمع کر دیتے ہیں۔ میرے مربی ومحسن استاذ محترم حضرت مولانا اعجاز احمد صاحب اعظمی علیہ الرحمہ کی ذات ایسی ہی جامع صفات کی حامل تھی، وہ اللہ کی اس قدرتِ کاملہ کی حجت بالغہ تھے۔ حضرت مولانا تقریباً چالیس بیالیس سال اپنے علم وعرفان کی خوشبو بکھیر کر ۲۸/ستمبر شنبہ کا دن گزار کر رات ساڑھے گیارہ بجے ایک مختصر علالت کے بعد اپنے مالک حقیقی سے جاملے۔ انا للہ وانا إلیہ راجعون، اللھم اجرنی فی مصیبتی واخلف لی خیرا منھا۔ اس مضمون میں حضرت مولانا کے سوانحی حالات اختصار کے ساتھ درج کرتا ہوں، انشاء اللہ عنقریب تفصیلی مضمون لکھنے کا ارادہ ہے۔ بتوفیق اللہ وعونہ

ولادت:۲۸/ربیع الثانی ۱۳۷۰ھ مطابق ۵/فروری ۱۹۵۱ء کو آپ یوپی کے مردم خیز خطہ اعظم گڈھ کے ایک گاؤں بھیرہ ولید پور میں پیدا ہوئے۔ والد محترم الحاج قاضی محمد شعیب صاحب کوثرؔ اعظمی دین کا ذوق رکھنے والے ایک بہترین شاعر تھے، جس کی وجہ سے گھر کے ماحول میں دین وادب کا قدرے چرچا تھا، اسی ماحول میں آپ کی نشو ونما ہوئی، جس کی وجہ سے مطالعہ کا ایک فطری ذوق پیدا ہوگیا۔ ایک جگہ لکھتے ہیں کہ ’’مجھے پڑھنے کا ذوق بہت ہے، ذوق نہ کہیے شوق کہیے، بلکہ جنون کہیے‘‘ چنانچہ اسی کے زیر اثر ابتداء سے ہی ہر طرح کی کتابیں زیر مطالعہ رہیں۔

تعلیم: مکتب کی تعلیم اپنے گاؤں بھیرہ کے مدرسہ اسلامیہ رحیمیہ میں حاصل کی، پرائمری درجہ پانچ تک پڑھنے کے بعد مولانا عبدالستار صاحب بھیروی اوران کے صاحبزادے مولانا عزیز الرحمٰن صاحب کی خدمت میں فارسی اور عربی اول کی تعلیم حاصل کی۔ اس کے بعد جامعہ عربیہ احیاء العلوم میں عربی دوم میں داخل ہوئے، یہ شوال ۱۳۸۵ھ کا واقعہ ہے، انگریزی سن ۱۹۶۵ء تھا۔ یہاں رہ کر آپ نے عربی پنجم تک تعلیم حاصل کی، شعبان ۱۳۸۸ھ تک یہاں قیام رہا۔ یہاں کے بارے میں مولانا لکھتے ہیں:

’’جامعہ عربیہ احیاء العلوم کا وہ دور تعلیم وتدریس کے اعتبار سے ایک بہترین دور تھا، اساتذہ سب باکمال تھے، طلبہ بھی اچھے تھے اساتذہ میں استاذ العلماء حضرت مولانا مفتی محمد یٰسین صاحب علیہ الرحمۃ، مولانا محمد یحییٰ صاحب علیہ الرحمہ، مولانا زین العابدین صاحب مدظلہ، مولانا عبدالمنان صاحب رحمۃ اللہ علیہ، مولانا محمد مسلم صاحب علیہ الرحمہ، مولانا جمیل احمد صاحب مدظلہ، (مولانا محمد عثمان صاحب ساحرؔ مبارکپوری) تھے یہ سب چندے آفتاب چندے ماہتاب تھے، مدرسہ کے ماحول میں فی الجملہ آزادی تھی، نگرانی وغیرہ کا زیادہ اہتمام نہ تھا، لیکن اساتذہ نے طلبہ میں اتنا ذوق پیدا کردیا تھا کہ وہ خود بخود پڑھنے لکھنے میں لگے رہتے تھے۔‘‘ (حکایت ہستی:۷۳)

’’یہیں شعور کی آنکھ کھلی، یہیں اس میں پختگی آئی، اور یہاں جو مزاج بن گیا اس کی چھاپ اب بھی باقی ہے، مدرسے کا جب تصور آتا ہے تو

لوح ذہن پر پہلے یہی مدرسہ ابھرتا ہے، ابھی کچھ عرصہ پہلے تک میں خواب میں جب بھی اپنے کو پڑھاتے یا پڑھتے دیکھتا تو اسی مدرسے میں دیکھتا، اللہ تعالیٰ اس مدرسہ کو اس کے اساتذہ وطلبہ اور اہل انتظام کو اپنی رحمتوں، مہربانیوں سے نوازیں۔ آمین'' (حکایت ہستی: ۱۲۹)

دار العلوم دیوبند میں :اس کے بعد شوال ۱۳۸۸ھ میں دار العلوم دیوبند تشریف لے گئے۔ امتحان داخلہ حضرت مولانا وحید الزماں صاحب کیرانوی نے لیا، اور نمایاں نمبرات آپ کامیاب ہوئے، جدید طالب علم ہونے کے باوجود آپ کی غیر معمولی صلاحیت کی وجہ سے مولانا نے عربی تکلم وانشاء کے درجہ ''صف ثانوی'' میں آپ کو داخل کیا۔ مولانا لکھتے ہیں:

عربی تکلم وانشاء کے استاذ حضرت مولانا وحید الزماں صاحب کیرانوی علیہ الرحمہ تھے، ان سے دورِ احیاء العلوم ہی سے بہت عقیدت تھی، میں ان کے درس میں خصوصیت سے شرکت کرنا چاہتا تھا۔ مولانا نے عربی تکلم وانشاء کے لئے تین درجے قائم کر رکھے تھے، پہلے درجے کو ''صف اول'' دوسرے کو ''صف ثانوی'' اور تیسرے کو ''صف نہائی'' کے نام سے موسوم کر رکھا تھا، جدید طلبہ کا داخلہ ''صف اول'' میں ہوتا تھا۔ یہ جماعت دو حصوں میں منقسم تھی، اور دونوں کو صف نہائی کے ممتاز طلبہ جن کو مولانا متعین فرماتے تھے، انھیں پڑھایا کرتے تھے، اور مولانا خود صف ثانوی اور صف نہائی کو پڑھاتے تھے، ان تینوں جماعتوں میں شامل ہونے کے لئے تعلیمات میں درخواست دینی ہوتی تھی، میں نے صف ثانوی میں شامل ہونے کی درخواست دی، دفتر تعلیمات سے مجھے ہدایت ملی کہ آپ جدید طالب ہیں مولانا وحید الزماں صاحب کی منظوری کے بعد آپ کو اس میں شامل کیا جائے گا، میں مولانا کی خدمت میں گیا، مولانا سے گزارش کی، مولانا نے مجھے پہچان لیا، اور فرمایا اچھی بات ہے، آپ سبق میں آیا کیجئے، میں کہہ دوں گا۔ میں صف ثانوی کے سبق میں حاضری دینے لگا، مگر درسگاہ میں تعلیمات کی جانب سے رجسٹر طلبہ آیا تو اس میں میرا نام نہ تھا، میں تعلیمات میں گیا، میں نے اس کی تحقیق کی، تو معلوم ہوا کہ مولانا کی طرف سے تصدیق نہیں آئی ہے، میں حضرت مولانا کی خدمت میں حاضر ہوا، تو مولانا نے ایک تحریر لکھ کر دی، وہ تحریر میرے پاس محفوظ نہیں ہے، میں نے اسی وقت اس کی نقل والد صاحب کی خدمت میں بھیج دی تھی، ان کی اصل تحریر تو دفتر تعلیمات میں جمع ہوگئی تھی، اس کے الفاظ تو اب یاد ہونے کا سوال ہی نہیں، مضمون یہ تھا:

''میں نے اس طالب علم کا امتحان لیا تھا، ماشاء اللہ استعداد اچھی ہے، آئندہ ان سے بہتر توقعات ہیں، یہ صف ثانوی میں داخلہ کے مستحق ہیں، ان کا نام شامل کر لیا جائے۔

یہ تحریر میں نے دفتر تعلیمات میں جمع کر دی، پھر میرا نام رجسٹر میں درج ہوگیا۔ صف ثانوی کا درس بعد نماز مغرب ہوتا تھا، اس درس میں طلبہ کی تعداد بہت زیادہ نہ تھی، منتخب طلبہ ہی تھے۔ مفتی عزیز الرحمٰن صاحب (بمبئی) مولانا نور عالم صاحب (دیوبند) مولانا بدر الحسن صاحب (کویت) مولانا مجیب اللہ صاحب (دیوبند) اس میں تھے۔

دار العلوم دیوبند میں اسباق کی تفصیل اس طرح تھی:

جلالین شریف	حضرت مولانا محمد سالم صاحب مدظلہ	پہلا گھنٹہ
// //	// // //	دوسرا گھنٹہ
میبذی	حضرت مولانا قمر الدین صاحب مدظلہ	تیسرا گھنٹہ
کتابت	حضرت منشی امتیاز احمد صاحب علیہ الرحمہ	چوتھا گھنٹہ
ہدایہ اخیرین	حضرت مولانا اختر حسین میاں صاحب علیہ الرحمہ	پانچواں گھنٹہ
// //	// // //	چھٹا گھنٹہ

امروہہ میں : دیوبند میں چند ماہ گزرے تھے کہ ایک ہنگامہ کے نتیجہ میں تقدیر الٰہی نے امروہہ حضرت مولانا محمد افضال الحق صاحب جوہر قاسمی کی خدمت میں پہونچا دیا۔ مدرسہ حسینیہ چلہ، امروہہ میں آپ نے دورۂ حدیث حضرت مولانا افضال الحق صاحب اور دیگر اساتذہ سے پڑھا۔ وہاں اسباق کی ترتیب یوں تھی:

(۱)......حضرت مولانا عبدالحی صاحب امروہوی علیہ الرحمہ ابوداؤد شریف

(۲)......حضرت مولانا عطاء اللہ صاحب دیوریاوی مدظلہ مسلم شریف

(۳)......حضرت مولانا افضال الحق صاحب قاسمی مدظلہ بخاری شریف

(۴)......حضرت مولانا افضال الحق صاحب قاسمی مدظلہ بخاری شریف

(۵)......حضرت مولانا افضال الحق صاحب قاسمی مدظلہ ترمذی شریف

(۶)......حضرت مولانا عبدالمنان صاحب مظفرپوری مدظلہ شمائل ترمذی شریف

دارالعلوم دیوبند کے بعد اور امروہہ جانے سے پہلے ۲۲/روز آپ نے مدرسۃ الاصلاح سرائمیر میں تعلیم حاصل کی،تفصیلات کیلئے دیکھئے ''حکایت ہستی''،جو مولانا مرحوم کی خود نوشت سوانح حیات ہے۔

۱۹۷۱ء مطابق ۱۳۹۱ء میں امروہہ سے فارغ ہوئے،اس کے بعد ۱۶/مہینے تک اپنے وطن بھیرہ میں رہے،اس دوران گھر کے کاموں کے ساتھ حفظ قرآن کریم مکمل کیا،اور گاؤں کے نوجوانوں کو قرآن شریف کا ترجمہ پڑھاتے رہے،مولانا مرحوم کو قرآن کے ساتھ بڑی مناسبت تھی،اس کا ذکر میرے تفصیلی مضمون میں انشاء اللہ آئے گا۔

تدریس: تدریسی زندگی کا آغاز امروہہ مدرسہ چلہ کی عارضی مدرسی سے ہوا،وہاں ایک استاذ رخصت لے کر گھر گئے ہوئے تھے،تو آپ کے اساتذہ کرام نے آپ کو مامور کیا کہ ان کے آنے تک تدریس کے فرائض انجام دیں،چنانچہ آپ نے وہاں سے مختصر المعانی،مقامات حریری،مرقات اور ہدایۃ النحو سے تدریسی زندگی کا آغاز کیا،اس کے بعد آپ کے اساتذہ نے میسور بھیجا جہاں چند ماہ امامت وخطابت کا فریضہ انجام دیا،جس کے بڑے خوشگوار اثرات وہاں کی دینی فضا پر مرتب ہوئے،آپ نے وہاں مستقل قیام کا ارادہ کرلیا،لیکن جامعہ اسلامیہ ریوڑی تالاب بنارس کے ذمہ داروں کے غیر معمولی اصرار پر وہاں کی مدرسی منظور کی،اور اس طرح ۱۹۷۲ء سے آپ نے باقاعدہ درس وتدریس کی ابتداء کی،اور اس کا سلسلہ بلا کسی انقطاع کے ۴۲/سالوں پر محیط ہے،جس دن آپ کا انتقال ہوا ہے یعنی ۲۸/ستمبر شنبہ کو،اس دن بھی آپ نے دو کتابوں کا سبق پڑھایا ہے۔

ایک سال جامعہ اسلامیہ بنارس میں رہنا ہوا،اس کے بعد مدرسہ دینیہ غازی پور ۱۹۷۳ء میں تشریف لے گئے۔وہاں آپ نے دو مرحلوں میں نو سال تدریس کی خدمات انجام دیں،پہلے مرحلہ میں ۱۹۷۳ء سے ۱۹۷۷ء تک،اور دوسرے مرحلے میں ۱۹۸۱ء سے ۱۹۸۶ء تک یہاں رہے۔قیام غازی پور کے دوران تصوف وسلوک کی طرف رجحان ہوا،اس سلسلہ میں مولانا لکھتے ہیں:

> **تصوف وسلوک**: غازی پور میں جب یکسوئی نصیب ہوئی،تو طبیعت ان اعمال ووظائف کی طرف مائل ہوئی جن میں میں گھر پر رہ کر مشغول رہا کرتا تھا،یعنی تلاوت،طول طویل نوافل،اوراد ووظائف،اور ان سب کے ساتھ شوق مطالعہ،تہجد کی پابندی بحمد اللہ ہر جگہ رہی۔میسور میں،بنارس میں،یہاں بھی وہ سلسلہ قائم رہا۔یہاں اوراد ووظائف میں اضافہ بھی ہوا اور پابندی بھی بڑھی۔ایک روز مدرسہ کے کتب خانہ میں مصلح الامت حضرت مولانا شاہ وصی اللہ صاحب علیہ الرحمہ کی خانقاہ الہ آباد سے نکلنے والے رسالہ ''معرفت حق'' کے چند شمارے ہاتھ آئے،میں انھیں پڑھنے لگا،ان کے پڑھنے سے دل پر عجیب وغریب اثر ہوا،ایسا محسوس ہوا جیسے پیاسے کو آب زُلال مل گیا ہو،دلچسپی بڑھی اور اتنی بڑھی کہ میں ان مضامین ومواعظ میں جذب ہوکر رہ گیا،وہاں جتنے رسائل مل سکے،میں سب اٹھالایا اور بار بار پڑھتا رہا،اور جتنا پڑھتا دلچسپی بڑھتی رہی،طبیعت دنیا سے پہلے ہی سرد ہوچکی تھی،دل نے ''معرفت حق'' کے مضامین سے محبت ومعرفت کی گرمی پائی،پھر آنکھوں نے آنسوؤں کی جھڑی لگادی۔میں شاہ صاحب کے نام سے واقف تھا،ان کی تاثیر بھی قدرے جانتا تھا،مگر ان کے مواعظ وملفوظات پڑھنے کا کبھی اتفاق نہ ہوا تھا،اب جو پڑھنے کی توفیق ہوئی تو دل کی دنیا زیروزبر ہوکر رہ گئی،میں بار باران مضامین کو پڑھتا اور قلب کو گرماتا رہتا،لیکن یہ چند ہی پرچے تھے،وہ بھی متفرق!''

پہلے آپ مولانا حکیم منیر الدین صاحب مئوی کے دست حق پرست پر بیعت ہوئے،اس کے بعد اصلاحی تعلق جانشین مصلح الامت حضرت مولانا قاری محمد مبین صاحب سے رہا،اخیر میں یہ تعلق سلسلۂ قادریہ سندھ کے نامور شیخ حضرت مولانا حماد اللہ صاحب ہالیجوی (خلیفہ حضرت مولانا تاج محمود امروٹی) کے خلیفہ حضرت مولانا عبدالواحد صاحب دامت برکاتہم (تلمیذ رشید حضرت مولانا حسین احمد مدنی علیہ الرحمہ) سے قائم ہوا۔اور انھیں کی طرف سے مولانا کو اجازت وخلافت ملی۔یہ موضوع بھی تفصیل طلب ہے۔

۱۹۷۷ء میں وصیۃ العلوم الہ آباد تشریف لے گئے۔وہاں چار سال تک رہے،اس دوران مدرسہ دینیہ غازی پور......جہاں سے الہ آباد گئے تھے......کے ناظم تعلیمات رہے،الہ آباد سے دوبارہ ۱۹۸۱ء میں غازی پور آئے،اور ۱۹۸۶ء میں ریاض العلوم گورینی تشریف لے گئے،جہاں چار سال تک قیام

رہا۔اس کے بعد شوال ۱۴۱۰ھ (۱۹۹۰ء) میں اپنے استاذ حضرت مولانا محمد مسلم صاحب بمہوری علیہ الرحمہ کے حکم پر شیخوپور تشریف لے گئے، جہاں آپ نے ۲۴؍سال گزارے، یعنی پوری تدریسی زندگی کا نصف سے زائد حصہ! اس دوران آپ نے وہاں لائق وفائق اور مخلص اساتذہ کو جمع کر دیا، جس کے نتیجہ میں تعلیم وتعلم اور اخلاق وتربیت کی ایسی فضا قائم ہوئی کہ یہ ادارہ حضرات اہل علم کے لئے باعث رشک بن گیا، اس کی یہ نیک نامی اور ناموری اگر عدل وانصاف کی نگاہ سے دیکھا جائے تو تمام تر حضرت مولانا کی رہین منت ہے، مولانا کی خدمات اس ادارہ کے گوشہ گوشہ، چپہ چپہ پر ہیں۔مولانا لکھتے ہیں:

''مولانا (محمد مسلم صاحبؒ) کے حکم پر میں شیخوپور حاضر ہوا۔تو وہاں علمی اور تعلیمی اور تعمیری ہر اعتبار سے سناٹا تھا۔جامع مسجد بن کر کھڑی تھی، جس میں ایک بلب روشن تھا اور اندھیرے کو شکست دینے کی ناتمام کوشش کر رہا تھا، جامع مسجد کے مشرق میں ایک لمبی چوڑی پانی سے لبریز گڑھی تھی، گڑھی کے جنوبی حصے میں دو تین کھپریل کے کمرے تھے، مشرقی حصے میں چھ کمرے نیچے اور چھ کمرے اوپر کا ایک ڈھانچہ کھڑا تھا، شمالی جانب ایک ادھورا سا کھپریل کا مطبخ تھا۔

اس احاطہ میں بیس پچیس طلبہ حفظ کے اور چار پانچ طالب علم عربی کے فروکش تھے، مکتب کے گاؤں کے بچے تعلیم کے وقت آتے اور چھٹی پا کر چلے جاتے، میں یہاں آ کر سوچ میں پڑ گیا، ایک طرف استاذ گرامی کا حکم اور دوسری طرف یہ بے سروسامانی! پھر میرے دل نے فیصلہ کیا کہ مجھے نہ دنیا کی شہرت مقصود ہے نہ آسائش مطلوب ہے، دین اور دینی تعلیم کی خدمت میرا مقصد زندگی ہے، امید ہے کہ یہاں اس ویرانے میں وہ بے غل وغش حاصل ہوگا۔ مجھے انشراح صدر ہو گیا اور میں نے یہاں قیام منظور کر لیا.......... میں نے عربی کی تمام کتابیں از ابتداء تا انتہا پڑھائیں۔اس تعلیم میں ایک اور استاذ بھی شریک تھے، اور وہ بھی اس طرح کہ چھ ماہ وہ رہ کر دوسری جگہ چلے گئے، پھر دوسرے استاذ آئے۔عربی پنجم کی ایک کتاب کے علاوہ تمام کتابیں اور عربی دوم کی زیادہ تر کتابیں اور قدرے قلیل فارسی کی کتابیں میں پڑھاتا رہا۔ سال پورا ہوا، عربی پنجم کے یہ طلبہ تعلیم کی تکمیل کے لئے دیوبند حاضر ہوئے اور انھوں نے تعلیم وتعلم اور دینداری واخلاق میں نمایاں مقام حاصل کیا۔وہیں سے مدرسہ شیخ الاسلام شیخوپور کی دارالعلوم دیوبند اور ملک کے دوسرے علاقوں میں شہرت حاصل ہوئی۔

اب مدرسہ کا قافلہ باوجود غربت وبے سروسامانی کے ایک اعلیٰ معیار پر چل پڑا، عمارتیں بھی بنیں، طلبہ کی تعداد میں بہت اضافہ ہوا۔بہتر سے بہتر اساتذہ جن میں زیادہ تر مجھی سے تعلیم پائے ہوئے تھے فراہم ہوئے۔مالیات کا مسئلہ مستحکم ہوا، دیکھتے ہی دیکھتے مدرسہ شیخ الاسلام ملک وبیرون ملک کا معروف ادارہ بن گیا۔

جب کوئی چیز اپنے عروج وارتقاء پر پہونچتی ہے، اور حسن ورعنائی سے مزین ہوتی ہے تو اس پر نظر بد بھی پڑنے لگتی ہے، اب مدرسہ کا انتظام کچھ ایسے افراد کے ہاتھ میں آیا جن میں وسعت قلبی کے بجائے تنگ دلی کا مادہ زیادہ تھا، انھوں نے مدرسہ کے تعلیمی واخلاقی ماحول میں خرابیاں پیدا کیں، بعض بے جا ونامعقول اقدامات کی وجہ سے اساتذہ وطلبہ میں بددلی پھیلائی،............

میرے اوپر ایسے الزامات لگائے گئے جسے ناظم مدرسہ سے لے کر مدرسہ کا ہر فرد جانتا ہے کہ ان کا کوئی چھینٹا میرے دامن پر نہیں ہے۔

بہر حال ماحول ایسا گرم کر دیا گیا کہ میں نے فتنوں سے بچ نکلنے میں دین ودنیا کی عافیت محسوس کی۔''

مولانا نے اپنے اس لگائے ہوئے چمن کو کس دل سے چھوڑا ہوگا، ان کا دل ہی جانتا ہوگا

دل میں کیسے درد بھرے ہیں درد بھرا دل جانے ہے　　　میرے دل میں درد بھرا ہے اتنا ہی تم جانو ہو

بہر حال تقدیر کا لکھا پورا ہو کر رہا، رمضان ۱۴۳۴ھ میں مولانا نے اپنے قائم کئے مدرسہ سراج العلوم چھپرہ ضلع مئو میں مستقل اقامت کر لی، اور یہ جو ابھی مکتب اور حفظ کے درجات پر مشتمل تھا، اس کو ترقی دینے کا فیصلہ کیا، چنانچہ مجھے اور مفتی منظور احمد صاحب کو یہاں لے گئے، مولانا کے قیام کی برکت سے قرب وجوار کے علاوہ دور دراز حلقوں سے بھی اچھے خاصے طلبہ آ گئے، اور بہت مناسب اور دین کی خدمت کا جذبہ رکھنے والے لائق اساتذہ بھی فراہم ہو گئے، تعمیرات کی حد درجہ کمی ہونے کی وجہ سے بہت سے طلبہ کو واپس کرنا پڑا، اور عربی کی دو جماعتیں ہفتم (مشکوٰۃ شریف) اور ششم (جلالین شریف) قائم ہوئیں۔ارادہ یہ تھا کہ جماعتوں کا قیام اوپر کے درجات سے ہوگا، جیسے جیسے وسعت ہوگی بقیہ جماعتیں قائم ہوتی جائیں گی۔اسی دوران مولانا کا حادثۂ وفات پیش آ گیا، جس اللہ کی ذات پر بھروسہ کرتے ہوئے مولانا نے تمام تر بے سروسامانی کے یہ قدم اٹھایا تھا اسی کی ذات سے امید ہے کہ ان شاء اللہ مولانا کا یہ خواب ضرور شرمندہ تعبیر ہوگا اور مستقبل قریب میں یہ دین اور علم دین کا ایک اچھا مرکز بنے گا۔

وفات: مولانا کی بیماری کی ابتداء تو آج سے ۹؍سال پہلے اس وقت ہوئی جب ۱۴؍ذی الحجہ ۱۴۲۴ھ جمعہ کو ان کے جسم کے دائیں حصہ پر فالج کا

شدید حملہ ہوا، اس کے بعد صحت معمول پر نہیں آسکی، لیکن وہ عزم وہمت کے پہاڑ تھے، اسی حالت میں درس وتدریس، تصنیف وتالیف، وعظ وتقریراور تربیت سالکین کا سلسلہ بدستور جاری رہا، لیکن گزشتہ سال جب گردے کمزور ہوگئے اور ڈائلیسس کا سلسلہ شروع ہوا، ضعف ونقاہت بہت بڑھ گئی، درس وتدریس کا سلسلہ موقوف رہا، اور قیام مسلسل بمبئی میں رہا۔ امسال رمضان سے طبیعت قدرے بہتر ہوئی، تو شوال سے پھرایک دو کتابوں کے پڑھانے کا سلسلہ رہا، جیسا کہ میں نے مضمون کی ابتداء میں لکھا کہ ’’جس دن آپ کا انتقال ہوا ہے یعنی ۲۸ ستمبر شنبہ کو، اس دن بھی آپ نے دو کتابوں کا سبق پڑھایا ہے۔‘‘

مولانا کا ارادہ یہاں سے ایک رسالہ ’’سراج الاسلام‘‘ نکالنے کا تھا، چنانچہ اس کا پہلا شمارہ جواُن کے استاذ محترم حضرت مولانا زین العابدین صاحب پر خصوصی نمبر تھا، اس کی تیاری آخری مرحلے میں تھی، انتقال سے چند گھنٹے پہلے مجھے بلا کر اس کی تصحیح کروائی اور پہلی اکتوبر منگل کا میرا ٹکٹ دہلی کا تھا کہ جا کر بقرعید سے پہلے اس کو چھپوا کر لے آؤں، لیکن اللہ کو یہ منظور نہیں تھا، اللہ اس نمبر کی اشاعت آسان فرمائے۔

مولانا ۲۸ ستمبر شنبہ کو مغرب کے وقت تک بالکل معمول کے مطابق رہے، نمازوں کیلئے مسجد میں حاضر ہوئے، عصر بعد کی مجلس میں چائے بھی معمول کے مطابق پی، مغرب کے بعد طبیعت میں اضمحلال پیدا ہونا شروع ہوا، عشاء کے وقت دو مرتبہ قے ہوئی اس کے بعد بلڈ پریشر بہت لو ہوگیا۔ فوراً مئو لے جایا گیا، اس وقت تک ہوش میں تھے، اور ہونٹ مسلسل ہل رہے تھے جیسا کہ ذکر خفی کے وقت ان کا معمول تھا، ڈاکٹروں نے اپنے حساب سے بہت کوشش کی مگر وقت پورا ہو چکا تھا، گیارہ بجے ہاسپٹل پہونچے تھے اور ساڑھے گیارہ بجے آپ مالک حقیقی سے جاملے۔ ہجری سن کے اعتبار سے مولانا کی عمر ۶۳ رسال، ۷ رماہ تھی۔

جسد خاکی مدرسہ سراج العلوم، چھپرہ لایا گیا، دوسرے دن بعد نماز ظہر تین بجے نماز جنازہ ادا کی گئی، نماز جنازہ مولانا کے صاحبزادے مولانا محمد عابد صاحب نے پڑھائی۔ مدرسہ کے احاطہ میں مسجد کے زیر سایہ اس امانت کو ہمیشہ کیلئے زمین کے سپرد کر دیا گیا۔ اس کوردہ دیہات میں جنازہ میں تیس ہزار کا مجمع ہوگیا تھا، جس میں اکثریت مدارس کے علماء وطلباء کی تھی، یہ عنداللہ مقبولیت اور عندالناس محبوبیت کی دلیل ہے۔

میں اپنی اس تحریر کا اختتامیہ مولانا ہی کی ایک تحریر بناتا ہوں جو انھیں نے میرے والد ماجد حاجی عبدالرحمٰن صاحب کے متعلق لکھی تھی:

’’اللہ تعالیٰ ان کی قبر کو رَوْضَۃٌ مِنْ رِیَاضِ الْجَنَّۃِ بنائے۔ مغفرت کی دلنواز ادائیں ہمدم وہم ساز رہیں، نَمْ کَنَوْمَۃِ الْعُرُوْسِ کی صدائے روح پروران کو لوریاں دے، عفو ودرگذر کا آب زلال تمام خطاؤں اور غلطیوں سے دھو کر پاک وصاف کردے۔‘‘ آمین یارب العالمین

پسماندگان میں اہلیہ محترمہ، سات صاحبزادگان (حافظ محمد عارف، حافظ محمد عادل، مولوی محمد عابد، مولوی محمد عامر، مولوی محمد راشد، مولوی محمد عرفات، اور محمد احمد سلمہٗ) اور تین صاحبزادیاں ہیں، جن کا نکاح بالترتیب مفتی اعجاز احمد قاسمی، مولانا ابرار الحق قاسمی اور مولوی فیض الحق قاسمی زید مجدہم سے ہوا، ان کے علاوہ تلامذہ ومسترشدین، متوسلین ومنتسبین کی ایک جماعت ہے۔ اللہ تعالیٰ سب کو صبر جمیل واجر جزیل مرحمت فرمائیں اور سب کو اپنے حفظ وامان میں رکھیں، اور اپنی مرضیات پر چلائیں، اور حضرت مولانا جن کی زندگی کا مشن یہ تھا کہ:

’’میرے تلامذہ ومتعلقین اللہ کے مخلص بندے، رسول کے سچے امتی، شریعت الٰہی کے علمبردار اور دین متین کے صحیح حامل وپاسدار بنیں، اسی کے لئے انھوں نے اپنی پوری زندگی تج دی، ان کے دل میں یہ تڑپ اور تقاضا ہمہ وقت موج زن رہتا تھا کہ ’’اہل ایمان اپنے نفس، اپنی طبیعت اور اپنے گرد وپیش کے مختلف تقاضوں کو فنا کر کے، ان سے منہ موڑ کر محض اللہ ورسول کی اطاعت ووابستگی کے لئے یکسو ہوجائیں۔ زندگی کا مرکز ومحور صرف وہ ہو جس کی دعوت اللہ کے آخری پیغمبر جناب محمد رسول اللہ ﷺ نے دی ہے، اس کے خلاف جتنی راہیں ہیں، سب سے قطعی اجتناب کیا جائے۔‘‘

اللہ تعالیٰ ہمیں بھی دین کی یہی فکر عطا کرے اور اس راہ پر چلنا آسان فرمائے اور حضرت مولانا نے اپنی اخیر زندگی میں جس ادارے (سراج العلوم چھپرہ) کو پروان چڑھانے کا عزم بالجزم کر رکھا تھا باری تعالیٰ اس نو دمیدہ پودے کو تناور درخت بنائے اور اس کے لئے اپنی خاص نصرت واعانت کا دروازہ ہمارے اوپر کھول دے۔ آمین

مطبوعہ کتابوں کی تفصیل حسب ذیل ہے۔

(۱) تسہیل الجلالین شرح اردو جلالین شریف (جلد اول) (سورۂ بقرہ تا سورۂ نساء مکمل سوا پانچ پارے)

(۲) حدیث دوستاں (دینی واصلاحی اور علمی وادبی مکاتیب کا مجموعہ)

(۳) کھوئے ہوؤں کی جستجو (مختلف شخصیات پر لکھے گئے مضامین کا مجموعہ)

(۴) حیاتِ مصلح الامت (حضرت مولانا شاہ وصی اللہ صاحب اعظمی کی مفصل سوانح)

(۵) مدارسِ اسلامیہ، مشورے اور گزارشیں (جدید اضافہ شدہ ایڈیشن، مدارس سے متعلق مضامین کا مجموعہ)

(۶) بطواف کعبہ رفتم .... (سفرنامۂ حج) حرمین شریفین (مکہ مکرمہ مدینہ منورہ کے سفر کی روداد)

(۷) تہجد گزار بندے (تہجد کی اہمیت وفضیلت اور تہجد گزار بندوں کا تفصیلی تذکرہ)

(۸) ذکرِ جامی (ترجمانِ مصلح الامتؒ مولانا عبدالرحمٰن جامی کے حالاتِ زندگی)

(۹) حضرت چاند شاہ صاحب اور ان کا خانوادۂ تصوف (حضرت چاند شاہ صاحب ٹانڈوی اور ان کے خلفاء کے حالات)

(۱۰) تذکرہ شیخ ہالیجوی۔ (سندھ کے معروف شیخ طریقت وعالم حضرت مولانا حماد اللہ صاحب ہالیجوی کا مفصل تذکرہ)

(۱۱) مودودی صاحب اپنے افکار ونظریات کے آئینہ میں (مولانا بنوریؒ کی عربی کتاب الاستاذ المودودی کا ترجمہ

(۱۲) حکایت ہستی حصہ اول (خودنوشت سوانح، ابتداء حیات سے اختتام طالب علمی تک)

(۱۳) کثرتِ عبادت عزیمت یا بدعت؟

(۱۴) قتل ناحق قرآن وحدیث کی روشنی میں

(۱۵) تعویذات وعملیات کی حقیقت وشرعی حیثیت

(۱۶) شب برأت کی شرعی حیثیت

(۱۷) اخلاق العلماء (علماء کے لیے خاص چیز)

(۱۸) دینداری کے دو دشمن (حرص مال وحب جاہ پر ایک تحریر)

(۱۹) فتنوں کی طغیانی (ٹی وی پر ایک فکر انگیز تحریر)

(۲۰) اہل حق اور اہل باطل کی شناخت

(۲۱) مالی معاملات کی کمزوریاں اوان کی اصلاح

(۲۲) منصب تدریس اور حضرات مدرسین

(۲۳) حج وعمرہ کے بعض مسائل میں غلو اور اس کی اصلاح

(۲۴) برکات زمزم (ماءِ زمزم کی فضیلت واہمیت کا بیان)

(۲۵) تصوف ایک تعارف

(۲۶) خواب کی شرعی حیثیت

(۲۷) تکبر اور اس کا انجام (ایک تقریر)

(۲۸) تذکرہ مولانا عبدالقیوم فتحپوری

(۲۹) تسہیل المبیذی

(۳۰) حدیث درددل (ماہنامہ ضیاء الاسلام میں لکھے ہوئے اداریوں کا مجموعہ)

(۳۱) مسئلہ ایصال ثواب! ایک ذہنی طغیانی کا احتساب۔

(۳۲) **المد التعظیمی لاسم الجلالة**، اذان میں لفظ اللہ پر مد کرنے کی تحقیق

(۳۳) اذکار سلسلہ قادریہ

حضرت مولانا کی مرتب کردہ کتب

(۱) تالیفات مصلح الامت جلد پنجم (مطبوعہ) جلد ششم (غیر مطبوعہ)

(۲) درد و درماں (حضرت مولانا شاہ وصی اللہ صاحب علیہ الرحمہ کے ان مضامین کا انتخاب اور ان کی ترتیب جو مصائب وغیرہ کے اسباب اور ان کے حل پر مشتمل ہے)

(۳) محبت الٰہی اور نفس (حضرت مولانا شاہ وصی اللہ صاحب علیہ الرحمہ کی چند مجالس کا مجموعہ، اور ان پر عناوین کی ترتیب)

(۴) احاطۂ دارالعلوم میں بیتے ہوئے دن (حضرت مولانا مناظر احسن گیلانی کے طویل سلسلۂ مضامین کی کتابی ترتیب)

(۵) مجالس مصلح الامت (۵/جلدیں) حضرت مولانا نے اخیر عمر میں اس کو اپنے شاگرد مفتی عطاء اللہ صاحب سے اپنی نگرانی میں مرتب کروایا۔

☆☆☆☆☆